حافظ عبدالحمید عامر

تحفظ حقوق نسواں بل یا تشیع الفاحشہ

وومین پروٹیکشن بل میں خواتین کے حقوق کا تو سرے سے کوئی مذکور ہی نہیں۔ روئے زمین اورارض پاکستان پر سب سے مظلوم اور حقوق انسانی و اخلاقی سے محروم وہ بدنصیب عورت ہے جو زندہ رہنے کیلئے اس بازار میں بیٹھی اپنی متاع عصمت فروخت کرنے پر مجبور کردی گئی ہے.....پھر وہ حوا کی بیٹی ___ حق شہریت سے محروم ہے جو پابز نجیر (Bonded) بھٹہ خشت پر اس قدر محنت شاقہ کررہی ہے کہ جس سے اس کی صنفی ہیئت ہی مسخ ہو کررہ گئی ہے مگر.....وائے حسرتا! اس نام نہاد ویمن پروٹیکشن بل میں، ان کی حرماں نصیبی کی کوئی چارہ گری نہیں کی گئی ہے بلکہ ان کا ذکر تک نہیں کیا گیا۔ وہ مغرب زدہ سیاسی مستورات جو اس بل کی حمایت پر کمر بستہ ہیں، وہ نہ تو دخترانِ اسلام کی نمائندگی کرتی ہیں اور نہ پنجاب کے میدانوں، آزاد کشمیر کی چوٹیوں، بلوچستان کے غاروں، چولستان کے ریگستانوں، سرحد کے سنگلاخ پہاڑوں اور سندھ کے آبِ اباسین کے کناروں پر بسنے والی دخترانِ پاکستان سے کوئی معاشرتی نسبت رکھتی ہیں۔ ان مٹھی بھر خواتین کو کسی بھی لحاظ سے پاکستان کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی تہذیب کی علامت نہیں کہا جاسکتا۔ ٹلہ جوگیاں کے دامن میں بسنے والی ہماری بیٹیاں یہ سوچ بھی نہیں سکتیں کہ ان کے شانوں پر ان کا سر چادرِ زہراؓ سے خالی بھی ہوسکتا ہے اور نہ ہی ان کا باپ، بھائی، بیٹا یا خاوند یہ تصور کرسکتا ہے کہ یہ بوائے کٹ کرا سکتی ہیں یا ان کی زلفِ دراز ناگن کی طرح ان کے شانوں پر عریاں لہرا سکتی ہے۔ لہٰذا ہم پوری شدت کے ساتھ اس بات کی تردید کرتے ہیں کہ یہ بل حقوق نسواں کا کوئی تحفظ کرتا ہے یا اس کے مؤیدین اسلامی تہذیب وثقافت سے آگاہ ہیں بلکہ نہایت ذمہ داری سے کہتے ہیں کہ یہ بل بحکم قرآن تشیع الفاحشہ کی منظم جسارت ہے۔

آگے بڑھنے سے پہلے ہم یہ وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ علمائے اسلام، اسلام کے ٹھیکیدار نہیں ہیں اور نہ ہی انھوں نے کوئی رجسٹر رکھا ہوا ہے جس میں سے وہ لوگوں کو مسلمان ہونے کا سٹرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں۔ ایک بیرسٹر کو یہ علم ہوتا ہے کہ انسانی دل، گردے، جگر اور دیگر اعضائے رئیسہ کا فعل کیا ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ لبلبہ اگر انسولین نہ تیار کرے تو ذیابیطس ہو جاتی ہے۔ اب فرض کیجئے ایک مریض مرجاتا ہے اور ڈاکٹر کہتا ہے کہ اس کے

گردے فیل ہونے سے اس کی موت واقع ہوئی ہے اور بیرسٹر کہتا ہے نہیں، اس کی موت ہارٹ فیل ہونے سے ہوئی ہے۔ اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ آپ ڈاکٹر کی رائے کو درست مانیں گے یا بیرسٹر کے خیال کو؟ میرے خیال میں آپ یقیناً ڈاکٹر کی رائے کو درست مانیں گے۔ کیوں؟ حالانکہ بیرسٹر بھی تجربات کی بنیاد پر علم الابدان سے کچھ کچھ واقفیت حاصل کر لیتا ہے۔ سو اسلام کے متعلق ہمارے جملہ اہل اسلام اگرچہ کافی علم رکھتے ہیں مگر جس طرح علتِ مرگ کے متعلق بیرسٹر کی رائے پر ڈاکٹر کی رائے کو ترجیح حاصل ہے اسی طرح اسلامی احکام کے متعلق علمائے اسلام کی رائے کو عام مسلمانوں کی رائے پر ترجیح حاصل ہوئی کیونکہ انھیں اس باب میں وہی فضیلت حاصل ہے جو ڈاکٹر کو علتِ مرض کے بتانے میں بیرسٹر پر حاصل ہے مگر..... مقام افسوس ہے کہ جب وہ اسلامی احکام اور حدود اللہ کے متعلق اپنی ماہرانہ رائے کا اظہار کرتے ہیں تو بعض مسلمان نہایت حقارت سے ان کی رائے کو ٹھیکیدار کا اور سٹیفکیٹ کا طعنہ دے کر مسترد کر دیتے ہیں۔ یہی حال ہمارے آنریبل ممبران پارلیمنٹ کا ہے۔ ہم ان کی مسلمانی پر انگلی نہیں اٹھاتے۔ وہ واقعی سچے مسلمان ہیں مگر ہم یہ ضرور کہیں گے کہ بے شک انھوں نے قرآن شریف پڑھا ہے مگر اس سے مسائل کے استنباط کی مہارت انھیں اسی طرح حاصل نہیں ہے جس طرح علمائے اسلام کو ہے۔ ہم اس عدم مہارت کو چودھری شجاعت صاحب کی سادگی کہیں گے جنھوں نے یہ دعویٰ باندھ دیا کہ اگر اس بل کی کوئی ایک شق بھی غیر اسلامی ثابت ہو جائے تو وہ اسمبلی سے مستعفی ہو جائیں گے۔ ان کی رکنیت انھیں مبارک ہو۔ مسلم لیگ (ن) کی صدارت بھی ارزاں رہے۔ مگر ان کی مسلم لیگ نے وہ جسارت کر ڈالی جو پیپلز پارٹی ہزار خواہش کے باوجود محترمہ بے نظیر صاحبہ کے اقتدار کے دو ادوار میں نہ کر سکی اور اسی لئے اس پارٹی نے اپنا وزن قاف لیگ کے پلڑے میں ڈال دیا۔ یہ چال یک تیر دو شکار کے برابر ہے۔ روسیاہی مسلم لیگ (ق) کے کھاتے میں گئی اور پیپلز پارٹی کی دیرینہ خواہش کامیابی سے ہمکنار ہوگئی۔

چودھری صاحب اس مسلم لیگ کے صدر ہیں جس کے صدر کبھی قائداعظم تھے اور وہ نوابزادہ لیاقت علی خان تھے جن کے عہد صدارت میں مسلم لیگ نے وہ قرارداد مقاصد منظور کی تھی جو پاکستان کے اسلامی تشخص کی دستوری بنیاد ہے اور جس کی رو سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی کوئی پارلیمنٹ کتاب وسنت کے الٹ کوئی بل پاس نہیں کر سکتی۔ ہمیں چودھری صاحب کی حمیت اسلامی پر بڑا فخر ہے۔ وہ اپنی محبت اسلام کا ایک بڑا ثبوت پیش کر چکے ہوئے ہیں قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کی بحالی..... ان کی حمیت اسلامی کا قابل فخر کارنامہ ہے۔ مگر ہم حلفاً گزارش کرتے ہیں کہ ان کو دھوکا دیا گیا ہے۔ یہ بل سراسر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف

ہے۔ وہ خود قرآن مجید کا یہ مقام کھول کر پڑھیں۔ وہ مان جائیں گے کہ ان کو گمراہ کیا گیا ہے۔ ترجمہ ہم کئے دیتے ہیں۔ وہ ہمارے ترجمہ کو کسی بھی مترجم قرآن سے ملا لیں۔ خدا گواہ، ہم سچ کہتے ہیں۔ جھوٹ کہیں تو روسیاہ۔ حوالہ سورہ نور آیت نمبر۲ ترجمہ ''زانی عورت اور زانی مرد دونوں کو ایک ایک سو درے مارو اور تم لوگوں کو اللہ کے دین کے معاملے میں، ان دونوں پر ذرا بھی رحم نہ آنا چاہیئے اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ اور دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیئے۔'' یہ سزا ہے، غیر شادی شدہ فریقین زنا کی۔ یہ قرآن کی حد ہے۔

اب ہم اس بل میں شادی شدہ فریقین زنا میں مقرر کردہ سزا چودھری صاحب کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جو پانچ سال قید مقرر کی گئی ہے۔ اللہ کی حد سو سو درے ہے اور ادھر پانچ سال قید۔ چودھری صاحب اب خود ہی فیصلہ کرلیں کہ آیا یہ سزا غیر اسلامی اور کتاب وسنّہ کے خلاف ہے یا نہیں؟ وہ استعفیٰ نہ دیں بلکہ اپنی اسی حمیتِ اسلامی کو ایک بار پھر بروئے کار لائیں جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں اور اس بل کی ساری غیر اسلامی دفعات کو ختم کرائیں۔

ہم نے صرف ایک شق کا حوالہ دیا کیونکہ چودھری صاحب نے ایک ہی شق کا مطالبہ کیا تھا ورنہ یہ پورا بل ہی حدود اللہ کو توڑنا ہے۔ اور یہاں چودھری صاحب یقیناً یہ بھی جانتے ہیں کہ ترجمہ: ''یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ انھیں مت توڑو۔ اور جو لوگ اللہ کی حدیں توڑتے ہیں وہ باغی ہیں''

مسلمانوں کا عام رویہ یہ ہے کہ سوتے سوتے میں ان کی دولتِ ایمان لٹ جائے تو پروا نہیں کرتے مگر جب انھیں علم ہو جائے تو حرمتِ ایمان واسلام پر کٹ مرتے ہیں۔ ہم نے انھیں بیدار کر دیا ہے کہ یار لوگ ان سے ہاتھ کر گئے ہیں۔ اب وہ جانیں اور ان کا کام! پی۔ پی۔ سی کی کوئی دفعہ ایسی نہیں جس کے تحت پولیس پرچہ کاٹنے سے پہلے عدالت سے اجازت لیتی ہو یا کسی مستغیث کو پولیس کے پاس پرچہ درج کروانے سے پہلے کسی عدالت کو مطمئن کرنا پڑے۔ مگر اس بل میں یہ امتیاز برتا گیا ہے کہ زنا کا پرچہ درج کرانے سے پہلے عدالت کو مطمئن کرنا ہوگا۔ آخر کیوں؟ صرف اس لئے کہ اس کاروائی کو اتنا پیچیدہ کر دیا جائے کہ مستغیث خاموش ہی رہے۔ کیا یہ زنا اور بدکاری کی حوصلہ افزائی کے مترادف نہیں ہے؟

اس بل میں 16 سال سے کم عمر مرد زانی کو سزا سے مستثنیٰ ٹھہرایا گیا ہے۔ انگریزی قانون میں یہ حد بارہ سال ہے۔ اسلام دینِ فطرت ہے، اس نے سزا کو جسمانی بلوغت سے مشروط کیا ہے۔ جو لڑکا ارتکاب زنا کرتا ہے اسے اس لئے نہیں چھوڑا جاسکتا کہ وہ سولہ سال کا نہیں ہے۔ ارتکاب فعل، اس کی جسمانی بلوغت پر دال ہے۔ لہٰذا یہ نہ اپنائیں۔ یہ بل انھیں کوئی حق نہیں دیتا۔ نہ ان کی حالت سنوارتا ہے۔ اسلام دنیا کا وہ واحد دین ہے جو انھیں بیٹی،

بیوی، بہن اور ماں کی حیثیت میں چار بار حقوق وراثت دیتا ہے وہ انھیں ایک متاع گراں مایہ کی طرح پردے میں چھپا کر رکھتا ہے جب کہ تہذیبِ فرنگ تجارت چمکانے کیلئے ذریعہ اشتہار بناتی ہے۔

ہم چودھری شجاعت اور میر ظفر اللہ اور فاروق لغاری جیسے ممبران پارلیمنٹ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ آگے بڑھیں گے اور اس بل میں وہ ساری ترامیم کرائیں گے جو جمعیت مشائخ پاکستان علمائے دیوبند و بریلوی واہل حدیث اور ایم۔ایم اے نے پیش کی ہیں۔ یہ بل اللہ کے غضب کو دعوت دے رہا ہے۔اور اگر یہ ذمہ دار حضرات خاموش رہے تو خدانخواستہ جناب زیڈ۔اے بھٹو مرحوم اور جناب ضیاالحق کی دستوری وآئینی خدماتِ اسلام پر خطِ تنسیخ کھینچنے کی کالک بھی اسی پارلیمنٹ کے چہرے پر لگنے والی ہے۔ یہ فیلر ہے۔امریکہ دور بیٹھا ہمارے ردعمل کو دیکھ رہا ہے اگر آپ جیسے لوگ اب خاموش رہے تو آئندہ ہونے والی دستوری ترامیم پر آپ کی بے بسی نوشتہ دیوار ہے۔ (وما علینا الا البلاغ)

ممتاز علمی شخصیت مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری کا سانحہ ارتحال

عالم اسلام کی عظیم علمی شخصیت، ممتاز محقق اور عالمی ایوارڈ یافتہ کتاب سیرۃ ''الرحیق المختوم'' کے مصنف بھارت کے مشہور مبارکپوری علمی خاندان کے چشم وچراغ مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری اپنے آبائی علاقے ضلع اعظم گڑھ (انڈیا) میں انتقال کر گئے۔(انا للہ و انا الیہ راجعون) ان کی عمر 63 سال تھی۔وہ گذشتہ کئی برسوں سے سعودی عرب کے سرکاری ریسرچ اداروں، دارالسلام اور الریاض میں اپنی علمی وتحقیقی خدمات انجام دے رہے تھے۔وہ طویل عرصے سے بیمار تھے اور فالج کے مریض تھے۔وہ مرکزی جمعیت اہل حدیث بھارت کے سابق امیر تھے۔وہ 1942ء کے وسط میں مبارکپور میں پیدا ہوئے۔وہ پچاس کے قریب کتب کے مصنف تھے۔ان کی سب سے زیادہ شہرت پانے والی کتاب سیرۃ کے موضوع پر ''الرحیق المختوم'' تھی جسے رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام سیرۃ النبی ﷺ کے موضوع پر منعقدہ عالمی مقابلہ میں اول انعام ملا۔سعودی عرب میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، ریاض اور جدہ میں ادا کی گئی۔

جامعہ میں ان کی وفات کی خبر اساتذہ اور طلبہ نے بڑے غم وافسوس کے ساتھ سنی، رئیس الجامعہ نے مرکزی جامع مسجد چوک اہل حدیث میں خطبہ جمعہ کے اجتماع میں ان کی علمی اور تحقیقی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے انہیں شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔اور کہا ہے کہ ان کی علمی، دینی اور تصنیفی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔وہ مسلم امہ کا عظیم سرمایہ تھے۔نماز جمعہ کے بعد ان کی غائبانہ نماز جنازہ بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کی گئی۔